بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

قادیان

یوم شنبہ

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام مینیجر الفضل ہو

جلد ۳۲	۲۳ ماہ تبوک ۱۳۲۳ ھش	۵ شوال ۱۳۶۳ھ	۲۳ ستمبر ۱۹۴۴ء	نمبر ۲۲۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۲ ماہ تبوک۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ آج ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ حضور کے متعلق ملاقات ۸ بجے شام بذریعہ فون یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حضور ۵½ بجے ڈلہوزی بخیریت پہنچ گئے۔ الحمد للہ۔ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ ثم الحمد للہ ــــ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ ــــ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو آج گردہ کے مقام پر کسی قدر ہلکی سی درد اٹھتی رہی۔ اور دائیں بازو کی بھی تکلیف ہے۔ ویسے خدا کے فضل سے طاقت بحال ہو رہی ہے۔ احباب دعا جاری رکھیں ــــ صاحبزادی امۃ الوکیل سلمہا اللہ تعالیٰ کے سر کی ہڈی میں ایک دوسری جگہ سے بھی سوراخ کر کے کچھ مواد نکالا گیا ہے۔ مگر ابھی عام حالت میں بہتری کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں ــــ آج بعد نماز عصر مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر کی لڑکی امۃ الحبیب اختر صاحبہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں حضرت مرزا شریف احمد صاحب۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب اور بعض اور بزرگان بھی شریک ہوئے۔ یہ نکاح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم لفٹننٹ ڈاکٹر محمد الدین صاحب کے لڑکے لفٹننٹ مبارک احمد

خطبہ عید الفطر

حقیقی عید حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہر فرد دین کیلئے

اتنی قربانی ضرور کرے جتنی وہ کر سکتا ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۹ ستمبر ۱۹۴۴ء مطابق ۱۹ تبوک ۱۳۲۳ ہش

مرتبہ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا۔ یعنی ہر تنگی جو مومن پر آتی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر محدود وسعت نصیب ہوتی ہے۔ جس کے کم سے کم

دو جلوے

ہوا کرتے ہیں۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔ یعنی جو شخص بھی اپنے رب کے مقام سے خوف کرتا ہے۔ اس کو دو جنتیں ملتی ہیں۔ گویا یہاں بھی دو جنتوں کا ذکر ہے۔ اور وہاں بھی

ایک عسر کے ساتھ دو یسر

بیان فرمائے ہیں۔ گویا ہر ایک عسر کے ساتھ دو یسر کا وعدہ کیا گیا ہے۔ گو عسر کا لفظ بھی دوہرایا ہے۔ مگر مراد ایک ہی عسر ہے۔ کیونکہ اس پر ال لگایا ہے۔ یعنی وہی عسر جو ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ اسی کا دوبارہ ذکر کرتے ہیں۔ مگر یسر پر ال نہیں۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ یہ پہلا ہی یسر نہیں بلکہ نیا ہے۔ اور جس یسر کا ذکر پہلی آیت میں ہے۔ اسی کا ذکر دوسری میں نہیں۔ بلکہ اس میں ایک نئے یسر کا ذکر ہے۔ اور دوسرے نکرہ ہونے کی وجہ سے اس میں ایک غیر محدود پن پایا جاتا ہے۔ کوئی چیز جو انسان کے ذہن میں مستحضر نہ ہو محدود نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ اسکی حدود کا تعلق

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ساتھ

ہوا کرتا ہے۔ جتنا یسر ہم خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل کو جذب کرنے کے ساتھ بڑھاتے جائیں۔ اتنا ہی وہ بڑھتا چلا جائے گا۔ یعنی انسانی اعمال اللہ تعالیٰ کی رحمت۔ اور اس کے فضل کو جتنا بڑھاتے جائیں گے۔ اتنا ہی یسر بڑھتا چلا جائے گا۔ مگر الیسر جو دوبار بیان فرمایا اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ

اسلام پر دو تاریک زمانے

آنے والے ہیں۔ ایک زمانہ تو وہ تھا۔ جو بعثت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شروع ہوا اور آپ کی زندگی میں ہی ختم ہو گیا۔ تمام تکالیف و مصائب اور جملہ مشکلات جو اسلام کے راستہ میں دشمنوں کی طرف سے کھڑی کی گئیں۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہی آپ کی دعاؤں اور آپ کی قربانیوں کی وجہ سے ختم ہو گئیں۔ اور آپ کی وفات

ایک فاتح جرنیل

کی حیثیت میں ہوئی۔ اور آیت ان مع العسر یسرا میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو تنگیاں اور جو تکالیف تجھے پہنچ رہی ہیں۔ ان کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی کامیابیاں تجھے ملنے والی ہیں۔ تنگیاں تو ال لگا کر محصور اور محدود بتائی ہیں۔ مگر سہولت نکرہ کی طرح وسیع ہو گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنگی کا زمانہ سارا ۲۳ سال ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں

اسلامی فتوحات کا زمانہ

اتنا لمبا ہے۔ کہ وہ تنگیاں اور تکالیف اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ صحابہ کرام کو بڑے بڑے دکھ دیئے گئے۔ بہت تکالیف پہنچائی گئیں۔ مگر بعد میں جو انعام ان کو ملے۔ وہ انعام بتا کر اگر آج لوگوں سے کہا جائے۔ کہ تم یہ دکھ اٹھا لو۔ پھر تمہیں یہ انعام ملیں گے۔ تو یقیناً لاکھوں لوگ وہی دکھ بلکہ ان دکھوں سے بھی زیادہ دکھ اٹھانے کو تیار ہو جائینگے اگر آج کسی سے کہا جائے۔ کہ ۲۳ سال

دکھ اور تکالیف

اٹھاؤ۔ اس کے بعد تمہیں بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ تو لاکھوں انسان بخوشی وہ تکالیف اٹھانے کو تیار ہو جائیں گے جو حضرت ابوبکرؓ نے اٹھائیں۔ لاکھوں ان مشکلات میں سے گزرنے پر آمادہ ہوں گے۔ جن میں سے حضرت عمرؓ گزرے اور جن میں سے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو گزرنا پڑا۔ بشرطیکہ ان کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ جو درجہ اُن کو ملا۔ وہی ان کو بھی مل جائے گا۔ بلکہ لاکھوں نہیں کروڑوں آدمی ان تکالیف کو برداشت کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیں گے۔ جو صحابہ رضنے اٹھائیں۔ اگر انہیں بتا دیا جائے۔ اور انہیں یقین ہو جائے۔ کہ ان کو بھی وہی انعام ملیں گے۔ جو پہلوں کو ملے تھے۔ مگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

ایڈیٹر۔ غلام نبی

آج کے لوگوں اور ان لوگوں کے حالات میں ایک فرق

ہوگا۔ وہ یہ کہ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ نے جب ان تکالیف کو برداشت کیا۔ اس وقت انعامات پردۂ غیب میں تھے۔ انہوں نے

موت کو صرف موت کی خاطر قبول کیا

تھا۔ اور ان حکومتوں کے لئے نہ کیا تھا۔ جو بعد میں ان کو ملیں۔ تیرہ سو سال کا لمبا عرصہ جو اس وقت تک گذرا ہے۔ اور آئندہ خدا جانے یہ اور کتنا لمبا ہوگا۔ اس وقت ان کے سامنے نہ تھا۔ جبکہ ابوبکرؓ کا نام لیتے ہوئے ہر مسلمان رضی اللہ عنہ ساتھ کہنے والا تھا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے جب تکالیف اٹھائیں۔ تو اس وقت یہ اتنا لمبا عرصہ ان کے سامنے نہ تھا۔ جبکہ ان کا نام لیتے ہوئے ہر مسلمان ادب و احترام کی وجہ سے آنکھیں نیچی کرے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ تکالیف برداشت کیں۔ تو ان کے سامنے یہ لمبا عرصہ نہ تھا۔ جب ان کے نام کے ساتھ ہی دل میں محبت و احترام کے جذبات پیدا ہوں گے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کہا جائے گا۔ بلکہ مسلمانوں کا ایک طبقہ تو ان کو علیہ السلام بھی کہتا ہے۔ تو فرق یہ ہے۔ کہ ابوبکرؓ نے

قربانیاں قربانیوں کی خاطر

کی تھیں۔ عمرؓ نے قربانیاں قربانیوں کی خاطر کی تھیں اور یہی حال دوسرے صحابہ کا تھا۔ وہ قربانیاں قربانیوں کی خاطر کرتے تھے۔ وہ موت کو موت کے لئے قبول کرتے تھے۔ اور ان کے سامنے

صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی

تھی۔ وہ انعامات جو ان کو بعد میں ملے۔ وہ ان کے سامنے نہ تھے۔ نہ ان کے مقصود تھے۔ اس لئے ان کی قربانیاں بڑی ہیں۔ ورنہ جو انعامات ان کو ملے۔ جو بدلہ ان کو ملا۔ یا اگلے جہان میں ملنے والا ہے۔ وہ سامنے رکھ کر اگر ان قربانیوں سے دس گنا بھی زیادہ قربانیاں کی جائیں۔ تو وہ صحابہ کی قربانیوں کے سامنے حقیر ہوں گی۔ اس لئے کہ صحابہؓ کے سامنے انعامات نہ تھے۔ بلکہ وہ قربانیاں خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ

یہ تنگیاں اور یہ تکالیف

جو تم نے اٹھائی ہیں۔ ان کے اٹھانے میں چونکہ یہ بات نہ تھی۔ کہ اس کے بدلہ میں تمہیں انعامات ملیں گے۔ بلکہ اس لئے اٹھائیں۔ کہ یہ میرا حکم تھا۔ اس لئے میرے انعامات بھی غیر محدود ہوں گے۔ گو مومن امید تو یہ رکھتا ہے۔ کہ وہ جو نیک اعمال بجالاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اس پر اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوگا۔ مگر وہ قربانی اسلئے نہیں کرتا کہ اسکے نتیجہ میں اسے کوئی انعام ملیگا یا جنت ملے گی۔ مومن اسلئے نمازیں نہیں پڑھتا کہ اسکے نتیجہ میں اسے جنت ملیگی۔ اسلئے زکوٰۃ نہیں دیتا اسلئے حج نہیں کرتا کہ اسے جنت حاصل ہوگی۔ بلکہ سب نیکیاں اور سب قربانیاں

اللہ تعالیٰ کا حکم

سمجھ کر کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کہہ دے۔ کہ اس زندگی کے بعد کوئی اور زندگی نہیں۔ بلکہ مرکر انسان مٹی ہو جائے گا۔ تو کیا تم سمجھتے ہو۔ کوئی شریف انسان کہے گا۔ کہ میں اب نماز نہیں پڑھوں گا۔ زکوٰۃ دینا ترک کردوں گا۔ حج نہیں کروں گا۔ یہ نیکیاں اور یہ عبادات تو ان سابق احسانات کی وجہ سے ہیں۔ جو اب تک اللہ تعالیٰ ہم پر کرچکا ہے۔ آئندہ کے لئے سودے کے طور پر تو نہیں ہیں۔ جو سودا کرتا ہے۔ وہ مومن نہیں ہوسکتا۔

حضرت جنید بغدادی

کے متعلق آتا ہے۔ کہ کسی نے ان سے کہا۔ کہ شبلی آپ کا شاگرد ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے سامنے جاکر یہ کہونگا۔ کہ بے شک تو مجھے دوزخ میں بھیجدے مجھے جنت کی پروا نہیں۔ مجھے تو تیری رضا منظور ہے۔ یہ بات سنکر حضرت جنید نے کہا۔ کہ شبلی بچہ ہے۔ اس لئے اس نے اس رنگ میں بات کی۔ میں تو اللہ تعالیٰ کے حضور یہ عرض کروں گا۔ کہ اگر تو میرے جنت میں جانے سے خوش ہے۔ تو جنت میں بھیجدے اور اگر میرے دوزخ میں جانے میں تیری خوشی ہے۔ تو دوزخ میں بھیجدے۔ تو سچا مومن قربانی اس لئے نہیں کرتا۔ کہ اسے جنت مل سکے۔ بلکہ

خدا تعالیٰ کی خوشی کے لئے

کرتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ وہ جنت اس لئے حاصل کرتا ہے۔ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشی ہے۔ اور مومن دوزخ کے اظلال یعنی دنیوی تکالیف کو قبول کرتا ہے۔ تو اس لئے نہیں کہ اسے جنت ملے۔ بلکہ اس لئے کہ

خدا تعالیٰ کی رضا

حاصل ہو۔ اور اس کا خدا اس سے خوش ہو جائے۔ لقمان کے متعلق آتا ہے۔ کہ بچپن میں ڈاکو انہیں اٹھا کر لے گئے تھے۔ اور بطور غلام فروخت کردیا تھا۔ ان کا آقا ان کی ہوشیاری۔ ذہانت اور تقویٰ کی وجہ سے ان کی بہت خاطر مدارات کیا کرتا تھا۔ اس ملک میں خربوزوں کا موسم نہ تھا۔ کسی دوسرے ملک سے ایک تجارتی قافلہ آرہا تھا۔ کہ اس کے کسی ملازم نے اس کے لئے بے موسم کا خربوزہ بھجوایا۔ جب وہ خربوزہ یا سردا اسے ملا۔ تو اس نے اسے چیر کر ایک قاش لقمان کو دی۔ اس لئے کہ وہ ان سے بہت پیار کرتا تھا۔ اور وہ نیچے بھی تھے۔ لقمان نے اس قاش کو بہت مزے لے لے کر کھایا۔ یہ دیکھکر اس شخص نے ایک اور قاش دی۔ آپ نے وہ بھی بہت مزے لے لے کر کھائی۔ اور اس پر اس نے ایک تیسری قاش آپ کو دی اور آپ نے وہ بھی بڑے شوق سے کھائی اس پر اس شخص کو خیال آیا۔ کہ میں بھی چکھوں۔ اور اس نے ایک قاش اپنے لئے کاٹی۔ مگر جب پہلا ہی لقمہ اس میں سے لیا۔ تو اسے قے آنے لگی۔ وہ سخت بدبودار تھی۔ اور اس میں سے ہیک آرہی تھی۔ اور سخت بدمزہ تھی۔ اس پر اس نے لقمان کو ڈانٹا۔ اور کہا کہ تمہیں تو میں یہ قاشیں مزے دار سمجھکر دے رہا تھا۔ نہ کہ دکھ میں ڈالنے کے لئے تم نے مجھے بتا کیوں نہ دیا۔ کہ یہ ایسی خراب چیز ہے۔ اور خواہ مخواہ اپنے آپ کو دکھ میں کیوں ڈالا۔ لقمان نے جواب دیا کہ میرے آقا۔ اس ہاتھ سے میں اتنی میٹھی قاشیں کھا چکا ہوں۔ کہ بڑی بے حیائی ہوتی۔ اگر میں

ایک کڑوی قاش

پر منہ بنانے لگتا۔ تو جہاں سچی محبت ہو۔ وہاں بے شک میٹھی میٹھی اور کڑوی کڑوی تو لگتی ہے۔ مگر ایمان ایک ایسی چیز ہے۔ کہ جو کڑوی کو بھی میٹھی بنا دیتا ہے۔

مومن کے سامنے

صرف رضا الہٰی ہوتی ہے۔ جنت یا دوزخ نہیں۔ وہ اگر جنت میں جاتا ہے۔ تو اسلئے کہ اس میں اس کے خدا کی رضا ہے۔ جنت کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر۔ یعنی اسکی نعمتیں ایسی ہونگی کہ نہ کبھی انسانی آنکھ نے دیکھیں۔ نہ کانوں نے ان کی تعریف سنی۔ اور نہ ہی انسانی قلب میں ان کا خیال گذرا۔ یہ اس

جنت کی تعریف

ہے۔ جس کا مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ قادر ہے۔ اور وہ چاہے۔ تو اس سے کروڑوں گنا بڑی جنت بھی بنا سکتا ہے۔ لیکن اگر ایسی جنت بنا کر بھی وہ اپنے عاشقوں سے یہ کہے کہ میری رضا تو اسی میں ہے۔ کہ تم اس جنت سے باہر رہو۔ لیکن اگر تم چاہو۔ تو میں تم کو اس میں داخل کرسکتا ہوں۔ تو وہ اس جنت پر کبھی تھوکتے بھی نہ۔ مومن تو اس لئے جنت کو پسند کرتا ہے۔ کہ اس میں جانا اس کے محبوب کی خواہش ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے جہاں جنت کا وعدہ فرمایا۔ وہاں اپنے عاشقوں کا دل رکھنے کے لئے یہ فرمایا کہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ یعنی اے پاکیزہ روح فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی تو میرا سچا اور فرمانبردار بندہ ہوتے ہوئے اس باغ میں داخل ہو جا۔ جس میں میں بھی تیرے ساتھ ہوں گا۔ اس میں دو وجوہ بتائی ہیں۔ کہ

مومن جنت میں کیوں داخل ہوگا

ایک تو اس لئے کہ وہ میرا فرمانبردار بندہ ہوگا۔ اور دوسرے میں اور وہ اکٹھے اسمیں ہونگے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومن کو گویا یہ بتاتا ہے۔ کہ میں جانتا ہوں۔ تو جنت کی خاطر جنت میں نہیں جائیگا۔ بلکہ میرے قرب کی وجہ سے جائیگا۔ اس میں جنت کے انعام کو ایسا حقیر بتایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جبتک میں اپنے بندہ سے یہ نہ کہوں گا۔ کہ اس میں داخل ہونے میں میری اطاعت ہے۔ وہ داخل نہ ہوگا۔ اور دوسرے جب تک میں اسے یہ نہ کہوں گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ یہ جنت اصل مقصود نہیں۔ بلکہ اصل مقصود اس میں داخل ہونے کا یہ ہے۔ کہ تو میرے ساتھ رہے گا۔ وہ داخل نہ ہوگا تو اس چھوٹی سی آیت میں اللہ تعالےٰ نے

عشق و محبت کے بے انتہا رباب

کھول دیئے ہیں فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا میں اللہ تعالےٰ نے ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں عظیم الشان انعامات کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اسے دوہرا کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ

آخری زمانہ میں

اسلام پر پھر مشکلات اور مصائب آنے والے ہیں۔ مگر اسے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیری قربانیاں اتنی بڑھی ہوئی ہیں۔ کہ دوبارہ جب اسلام پر تنگی اور تکالیف کا زمانہ آئے گا۔ تو انہی کے طفیل ہم دوبارہ یُسر پیدا کر دینگے۔

آخری زمانہ کی تنگیوں کی قیمت

بھی ہم نے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قربانیوں کی صورت میں وصول کرلی ہے۔ اور یہی قربانیاں دوبارہ اسلام کے لئے رحمت اور فضل کا دروازہ کھولنے کا ذریعہ بن جائیں گی۔ یہ گویا

اللہ تعالےٰ کا ایک وعدہ

ہے۔ جس کا مبادلہ بھی اللہ تعالےٰ وصول کر چکا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا تو وہ وعدہ بھی نہیں ٹل سکتا جس کا کوئی مبادلہ نہ ہو۔ تو یہ کیسے ٹل سکتا ہے۔ اور ایسے وعدہ کا ٹلنا تو گویا بیع فسخ کرنے کے مترادف ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص کوئی ہبہ کرکے اسے واپس لے۔ وہ گویا قے کرکے چاٹنے والا ہے اور وہ جو ایک سودا کرکے فسخ کرے۔ وہ تو اور زیادہ بُرا فعل کرتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس وعدہ کو اور زیادہ پختہ بنانے کے لئے فرمادیا۔ کہ ہم نے

آخری زمانہ کے یسر کے لئے

بھی محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے قربانیاں وصول کرلی ہیں۔ اس لئے اب وہ بالکل پکی بات ہے۔

میں جہاں تک تو

اسلام کی ترقیات

کا سوال ہے وہ ضرور آنے والی ہیں یہ ایک ایسی یقینی بات ہے۔ کہ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ مگر سوال صرف یہ ہے۔ کہ ان کے لانے میں ہمارا حصہ کتنا ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانیاں کیں۔ آپ کی اور آپ کے صحابہ کی قربانیوں کی وجہ سے عید تو آنے والی ہے۔

یُسر بھی ایک عید ہے

جس کا آنا اب یقینی ہے۔ سوال صرف اتنا ہے۔ کہ اس کے لانے میں ہمارا حصہ کتنا ہوگا۔ رمضان عید لاتا ہے۔ عید کے لئے روزے رکھنے پڑتے ہیں۔ ہر مسلمان کے لئے روزے رکھنا ضروری ہے۔ غلطی سے بعض مسلمانوں نے یہ خیال کرلیا ہے کہ اگر کوئی فدیہ دے دے تو روزے معاف ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ صحیح ہو۔ تو روزہ صرف غریبوں کے لئے ہی رہ جائے۔ صحیح بات یہ ہے۔ کہ جو شخص ایسا بیمار ہو۔ کہ دوران سال میں اچھا ہوجائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ فدیہ کے علاوہ روزے بھی رکھے۔ سوائے دائم المریض کے کسی کو روزہ معاف نہیں ہوتا۔ پس عید ہمیں بتاتی ہے کہ

حقیقی عید کے لئے

ہر شخص کو اتنی قربانی ضرور کرنی چاہیئے۔ جتنی وہ کرنے کی توفیق رکھتا ہو۔ جیسے رمضان میں جو اتنی طاقت رکھتا ہے۔ کہ پورے تیس کے تیس روزے رکھے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ تیس ہی رکھے۔ جو بیس رکھ سکتا ہے وہ بیس رکھے۔ جو پندرہ رکھ سکتا ہے وہ پندرہ اور جو دس رکھ سکتا ہے وہ دس رکھے۔ حتیٰ کہ جو ایک بھی رکھ سکتا ہے مگر نہیں رکھتا۔ اس نے گویا عمداً سارے رمضان کو کھودیا۔ پس اگر حقیقی عید کو حاصل کرنا چاہو۔ تو اس کا یہی طریق ہے۔ کہ ہر فرد جتنی قربانی کی وہ طاقت رکھتا ہے ضرور کرے۔ اور قوم میں سے اگر ایک فرد بھی کوتاہی کرتا ہے۔ تو گویا وہ اپنے ساتھیوں کے لئے

عید لانے میں تاخیر

کا باعث بنتا ہے۔ پس عید کے لئے ضروری ہے کہ جتنی جتنی قربانی ممکن ہو۔ قوم کا ہر فرد کرے۔ اور صحیح بات تو یہ ہے کہ جب تک تمام کی تمام قوم اپنے لئے موت قبول نہ کرے۔ اس کے لئے عید نہیں آسکتی۔ مخالف ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ہم

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنیوالے

کے قتل کو بھی جائز نہیں سمجھتے۔ اور دوسری طرف میں نے بارہا کہا ہے۔ کہ ہمیں سلسلہ کے لئے اپنی جانوں کو قربان کردینا چاہیئے۔ مخالف اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ مگر اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ

کسی کی جان لینا ظلم ہے

لیکن اپنی جان خدا تعالےٰ کی راہ میں دینا ضروری ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ قاتل کو بھی اپنے آپ سزا نہ دینی چاہیئے بلکہ عدالت کے ذریعہ اسے سزا دلوانی چاہیئے۔ قاتل کو خود قتل کرنا جائز نہیں لیکن

اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی راہ میں قتل کردینا

تو ضروری ہے۔ مگر اس قتل سے مراد خودکشی نہیں۔ خودکشی کو تو اسلام نے ناجائز قرار دیا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اپنے علم کو اپنے مالوں کو اور اپنے اوقات کو خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے۔ کہ سو آدمی اپنے گلوں پر خنجر پھیر لیں۔ تو اس سے اسلام کو طاقت حاصل ہوجائے گی۔ تو یہ

ایک پاگل پن کی بات

ہے۔ اور ہیبے دیتی ہے۔ دین کے لئے قربانی کے یہ معنے نہیں۔ کہ اپنے گلے کاٹ لئے جائیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ

دین کے لئے موت

کی جو راہیں اس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے تجویز کی ہیں اسے اختیار کیا جائے۔ اور ان راہوں میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے اموال دین کے لئے خرچ کئے جائیں۔

مگر دیکھ لو ابھی جماعت میں کتنے لوگ ہیں۔ جو اس راہ میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور بہانے بنا کر پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں۔ اس زمانہ میں اگر کوئی شخص مالی قربانی کرنے سے گریز کرتا ہے۔ تو اس کا خنجر سے اپنا گلا کاٹ لینا اسلام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اسی طرح ایک اور راہ قربانی کی

تبلیغ

ہے۔ ایک انسان اپنے آپ کو ہمہ تن تبلیغ میں لگا کر بھی دین کے لئے موت قبول کرسکتا ہے۔ دن میں یا رات میں اپنی ڈیوٹی سے تھکا ہوا جب فارغ ہو کر آتا ہے۔ تو اسے خدا تعالےٰ کا حکم ملتا ہے۔ کہ دین اسلام بے کس ہے۔ مشکلات میں ہے۔ اس لئے تبلیغ کرو۔ اگر تو وہ کہتا ہے۔ کہ میں تو اب تھکا ہوا آیا ہوں۔ کچھ وقت مجھے اپنے بیوی بچوں کے پاس بھی گزارنا لازمی ہے۔ مجھے آرام بھی کرنا چاہیئے۔ اور اس واسطے وہ تبلیغ نہیں کرتا۔ تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ جان کی قربانی کرنے سے گریز کرتا ہے۔ یا مثلاً

غیر ممالک میں تبلیغ کے لئے نوجوانوں کی ضرورت

ہے۔ اور مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ نوجوان آگے آئیں۔ تو اگر تو جماعت سو دوسو یا ہزار دو ہزار جتنے بھی نوجوانوں کی ضرورت ہے پیش کردیتی ہے۔ تو گویا اس نے قربانی کا حق ادا کردیا۔ لیکن اگر ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ تو ساری جماعت گنہگار ہوگی۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ جماعت قربانی کے لئے تیار نہیں۔ اسی طرح اور بھی

بیسیوں صورتیں

جائز رنگ میں دین کے لئے موت قبول کرنے کی ہیں۔ اور ان ... دل سے اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے لگا دینا گویا اپنے لئے موت قبول کرنا ہے۔ اسی طرح جو نوجوان اپنے آپ کو

مروجہ مغربی فیشن کا شکار

ہونے سے بچاتے ہیں۔ ٹائی اور سُوٹ کے یک رنگ ہونے کی فکر میں وقت ضائع نہیں کرتے۔ اور سادگی اختیار کرتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تا نمازوں میں آسانی پیدا ہو سکے۔ اور تا وہ غریبوں کے ساتھ آسانی سے مل سکیں اور اس طرح جماعت کے غریب طبقہ کو ابھارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ بھی دین کے لئے اپنی جان کو قربان کرنے والے ہیں۔ یا جو شخص امیر ہونے کے باوجود

سادہ کھانا

کھاتا ہے۔ تا وہ دین کے لئے روپیہ بچا سکے تا غریبوں کے لئے اس کا دستر خوان وسیع ہو۔ اور تا جماعت میں غریب اور امیر کے بے تکلفانہ میل جول کی روح پیدا ہو۔ اور غریب طبقہ میں حرص و آز کے پیدا ہونے کا موجب نہیں بنتا۔ وہ گو اپنے گلے پر خنجر نہیں پھیرتا۔ مگر پھر بھی وہ دین کے لئے اپنی جان کو قربان کرنے والا ہے۔ اور بھی کئی طریق ایسے ہیں کہ انگریزی حکومت کے قانون کے اندر رہتے ہوئے بھی اور شرعی احکام کی پابندی کرتے ہوئے انسان دین کے لئے اپنی

جان قربان

کر سکتا ہے۔ انگریزی قانون میں اپنا مال اور اپنے وقت اور اپنے جذبات کی قربانی کوئی جرم نہیں۔ خنجر مار کر خودکشی کرنا البتہ جرم ہے۔ اور اس سے اسلام بھی روکتا ہے۔ اس زمانہ میں

حقیقی قربانی

یہی ہے۔ کہ انسان اسلام کے لئے اپنا مال اپنا وقت اور اپنے جذبات کو قربان کر دے۔ اور جب ساری جماعت میں یہ حالت پیدا ہو جائے۔ اور ہر چھوٹا بڑا ہر امیر غریب اس قربانی کے لئے تیار ہو جائے۔ جیسے رمضان سب امیروں اور غریبوں۔ چھوٹوں اور بڑوں کے لئے یکساں ہوتا ہے۔ تو پھر

حقیقی عید

آ سکتی ہے۔ جس طرح رمضان میں ہر ایک کو اپنی طاقت کے مطابق قربانی کرنی لازمی ہے۔ تا عید آئے۔ اسی طرح ماموروں کے زمانہ میں بھی ہر ایک کے لئے اپنی طاقت کے مطابق قربانی کرنا لازمی ہوتا ہے۔ اور جو پیچھے رہتا ہے۔ اس کا بوجھ ساری قوم پر پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ جو سست ہیں۔ ان کو آگے

کیا جائے۔ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خلعت انعام بنا کر تیار کر رکھا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے۔ کہ ہم اس تالہ کے لئے جس کے اندر وہ ہے۔

کنجی تیار کر لیں

اور اپنے دلوں کو اس ہتھوڑے کے نیچے لے آئیں۔ جس کی زد میں آنے سے وہ چابی تیار ہوتی ہے۔ جس سے وہ تالہ کھلتا ہے۔ اور وہ خلعت مسلمانوں کو مل سکتا ہے۔ اور ہمارے لئے حقیقی عید کا دن وہی ہوگا۔ جب یہ خلعت حاصل ہو جائے گا۔ لیکن اگر یہ نہیں ملتا۔ تو عید کا دن ہمارے لئے خوشی کا نہیں بلکہ

موت کا دن

ہوگا۔ اور اگر ہم اس حقیقی عید کو نہ لا سکے تو ہم سے زیادہ ذلیل قوم اور کوئی نہ ہوگی۔ ہر ایک کے لئے آج دنیا میں سر چھپانے کی جگہ ہے۔ مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کے لئے نہیں۔ اور کیسی بدنصیب ہوگی وہ قوم جس کے لئے اللہ تعالے نے عید کا دن مقدر کیا۔ مگر وہ تھوڑی سی قربانی نہ کرنے کی وجہ سے اس عید کے دن کو پیچھے ڈالتی جائے۔ اور اس دن کو حاصل کرنے میں سستی کرتی جائے۔ جس کے حاصل ہونے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خوشی ہوگی۔ اور تمام صلحاء امت کو خوشی ہوگی۔

میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم وہ

سچی قربانی

کر سکیں کہ جو وہ دن جلد از جلد لے آئے۔ جب ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قربانیوں کے نتیجہ میں آنے والی عید کو دوبارہ دنیا میں لا سکیں۔ اور میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالے ہمارے لئے اس مادی عید کو روحانی۔ حقیقی اور آسمانی عید بنا دے۔ اور ہمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم کے دین کی اشاعت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

درخواست دعا:۔ ڈاکٹر ایس۔ اے۔ لطیف صاحب دہلی سے دعا اور عید کیلئے قادیان تشریف لائے تھے۔ ان کو یہاں تیز بخار ہو گیا۔ اور کل شام بخار میں ہی ضروری کام کی وجہ سے واپس تشریف لے گئے۔ احباب انکی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خلیفہ منیر الدین۔

مبلغ سیرالیون کا حیفا میں پرجوش استقبال

اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مکرم محمد احسان الٰہی صاحب جنجوعہ مبلغ سیرالیون بخیریت ۲۶ اگست کو حیفا پہنچے۔ اور احباب جماعت نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ اور ان کے اعزاز میں دعوتیں دیں۔ یہاں سے وہ انشاء اللہ قاہرہ اور پھر وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز سیرالیون کے لئے روانہ ہوں گے۔ احباب اپنے مجاہد بھائی کے بخیریت منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ (انچارج تحریک جدید)

ایک مخلص خاتون کا افسوسناک انتقال

۳ اور ۴ ستمبر ۱۹۴۶ء کی درمیانی رات کو میری اہلیہ صاحبہ دو مہینہ کی علالت کے بعد ۳۰ سال کی عمر میں دو لڑکے اور پانچ لڑکیاں چھوڑ کر اس دنیائے فانی سے رحلت کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ دہلی کی باشندہ تھیں۔ ۱۵ سال کی عمر میں میرے ساتھ نکاح ہوا۔ اور باقی زندگی بنگال میں میرے ساتھ گزاری۔ مرحومہ بہت نیک سیرت اور نیک اخلاق تھیں۔ میری فرمانبرداری اور میری خدمتگذاری کا نہایت اعلیٰ نمونہ تھیں۔ غریبوں کی تکالیف سے بہت متاثر ہوتی اور بہت سخاوت کرتی تھیں۔ میرے رشتہ داروں سے نہایت محبت کا سلوک کرتیں۔ اور مجھے ہر وقت نیک کاموں کی طرف توجہ دلاتی رہتیں۔ جس کے نتیجہ میں مجھے نیکی کرنے کے بہت مواقع ملتے۔ مرحومہ کی وفات نے میری زندگی کو بظاہر تاریک کر دیا ہے۔ میں دوستوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ براہ مہربانی مرحومہ کے لئے خاص طور پر دعاء مغفرت فرماویں۔ اور پسماندگان کی دینی اور دنیوی ترقی کے لئے دعا کر کے ممنون کریں۔

خاکسار قاضی خلیل الرحمٰن B.C.S. اسسٹنٹ ڈویلپمنٹ کمشنر ڈھاکہ

زعماء و قائدین سے!

کیا آپ نے اپنی مجلس کے اطفال کو "شمائل احمدؐ" کے ۱۷ ماہ نبوت (نومبر) کو منعقد ہونے والے امتحان میں شمولیت کی تحریک کی ہے؟ کیا آپ نے مربیان کے ذریعہ اطفال کی تیاری امتحان کا انتظام کر دیا ہے؟ کیا آپ نے امیدواران کے اسماء شعبہ اطفال کو بھجوا دیئے ہیں؟ اگر ان تین سوالوں میں سے کسی کا جواب نفی میں ہے۔ تو یقین جانیئے۔ آپ نے اپنے فرض سے تغافل برتا ہے۔ اور آپ کو اب تلافی مافات کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(خاکسار مشتاق احمدؐ مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ قادیان دارالامان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدام الاحمدیہ

سالانہ اجتماع ——— اور ——— اخلاقی مقابلے

۱۳ ——— ۱۴ ——— ۱۵ اکتوبر

خدمت خلق "خدام الاحمدیہ" سے متعلق خدمات کا سر عنوان ہے۔ چنانچہ ان خدمات کی صحیح سرانجام دہی کے لئے اسلامی اخلاق کا تمام خدام کے لئے نہ صرف جاننا بلکہ ان اعلیٰ اسلامی اخلاق کو اپنے اندر راسخ کرنا انتہائی ضروری ہے۔ چنانچہ شعبہ تربیت و اصلاح کے ماتحت خدام کے اخلاق کی نگرانی کی جاتی ہے۔ اور ان میں ان اخلاق کے رائج کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر شعبہ ہذا کی طرف سے "اخلاقی مقابلوں" کا پروگرام پیش کیا جاتا ہے۔

خدام کو چاہیئے۔ کہ اس پروگرام میں خاص طور پر حصہ لیں۔ اور اپنی اخلاقی تربیت کے زیادہ سے زیادہ نتائج کو اس موقع پر پیش کریں۔ اخلاقی مقابلوں سے متعلق تفصیلی ہدایات شعبہ تعلیم کی طرف سے جلد ہی عرض کر دی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

خاکسار ملک عطاء الرحمٰن منتظم اشاعت سالانہ اجتماع

امتحان انقلاب حقیقی

۸ اخاء ۱۳۲۳ ہش / ۸ اکتوبر ۱۹۴۷ء

مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروری اعلان

تحقیقاتی کمیٹی و کیڈر کمیٹی کا اجلاس انشاء اللہ ۲۶ ر تا ۲۸ ستمبر ۱۹۴۷ء قادیان میں ہوگا۔ تمام ممبران کمشن و کیڈر کمیٹی کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ان تاریخوں میں قادیان پہنچکر اجلاس میں شرکت فرمائیں۔ ہر ممبر کو بذریعہ کارڈ بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔ امید ہے تمام ممبر صاحبان ۲۶ ر ستمبر کو دوپہر کی گاڑی سے قادیان ضرور پہنچ جائیں گے۔

امتحان ۲۶ ر ستمبر ۱۹۴۷ء بروز منگل بوقت تین بجے بعد نماز ظہر کلرکوں کا امتحان ہوگا۔ گریڈ دوم کے تمام کلرکوں کو امتحان میں شامل ہونے کا موقع دیا جاتا ہے۔ جو اس امتحان میں شریک ہونا چاہیں۔ وہ اپنی درخواست ناظر صاحب اعلیٰ کی خدمت میں بھیجدیں۔ کمشن کے امتحان میں جو کلرک پاس ہونگے ان کو گریڈ اول میں حسب گنجائش ترقی پانے کا حق ہوگا۔ اسوقت تک گریڈ اول میں صرف آٹھ کلرک ہیں۔ مگر اب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گریڈ اول کے کلرکوں کی تعداد بڑھانا منظور فرمالیا ہے۔ امتحان میں شریک ہونے والے کاغذ اور قلم دوات اپنے ہمراہ لائیں۔ ۱۹ ر ستمبر ۱۹۴۷ء

خاکسار: عبد الحمید سکرٹری

تحقیقاتی کمشن و کیڈر کمیٹی۔ قادیان۔

آپ کو اولاد نرینہ کی خواہش ہے

حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تجویز فرمودہ نسخہ

جن عورتوں کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ ان کو شروع سے ہی یہ دوائی

"فضل الٰہی"

دینے سے تندرست لڑکا پیدا ہوتا ہے

قیمت مکمل کورس سولہ روپے۔

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

ایک بہت ہی شاندار سنہری موقعہ

جنگ سے قبل بلڈنگ جس کی مکانیت بہت وسیع دو منزلہ جس کی الیکٹرک کی فٹنگ پر ہی قریباً چار صد روپیہ خرچ آیا تھا۔ برلب شاہراہ جیسے کہ قادیان میں شاید ہی دو چار بلڈنگیں ہوں۔ قابل فروخت ہے۔ موقعہ نہایت ہی اچھا۔ نصرت گرلز ہائی سکول۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول و کالج۔ مسجد۔ جلسہ گاہ اور شہر صرف پانچ منٹ کے فاصلہ پر ہیں۔ اسٹیشن دس منٹ پر۔ قیمت زبانی یا بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے۔ زبانی زیادہ اچھا رہے گا۔ تاکہ وہ صاحب اپنی آنکھوں بھی دیکھ سکیں۔ جن کی درخواستیں پہلے آئیں گی۔ انہیں ترجیح رہے گی۔

پتہ: منیجر اخبار نور۔ نور بلڈنگ قادیان پنجاب

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۲۱ ستمبر۔ ہالینڈ میں آرنہم اور نمجن کے شہروں میں گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ اتحادی چھاتا فوج ان شہروں کے گلی کوچوں میں دشمن سے جنگ کر رہی ہے۔ دشمن دریائے رائن کے مشرقی کنارے پر اپنے مورچے مضبوط بنانے کی کوشش میں ہے۔ ... اتحادی فوجیں اسے پار کرنے کی فکر میں۔ اگر وہ اسے پار کرنے میں کامیاب ہو گئیں تو جرمن سرحد سے تین میل پر جا پہنچیں گی۔ آخن کے آس پاس بھی سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ امریکن فوج سالبرگ پہنچی اس سے پانچ میل آگے بڑھ چکی ہے۔ اور اب کولون سے بیس میل دور ہے کل اتحادی طیاروں نے کولون جانے والے رستہ پر تین جگہ دشمن کی گاڑیوں کو نشانہ بنایا۔ جرمن سیگفریڈ لائن میں مزید فوج بھیج رہے ہیں۔ چینل کے کنارے کینیڈین دستے پول دستوں کے ساتھ چھ میل لمبے محاذ پر برابر بڑھ رہے ہیں۔ اور بولون کی بندرگاہ کو آزاد کرا چکے ہیں۔ ڈنکرک اور کیلے کے پاس وہ گھیرے کو اور تنگ کرتے جا رہے ہیں برسٹ پر بار ا قبضہ مکمل ہو چکا ہے۔ یہاں ہر جرمن سپاہی نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور اب تک چالیس ہزار جرمن قید کئے جا چکے ہیں۔ اور بہت سا گولہ بارود اور سامان جنگ ہاتھ آیا ہے۔

لنڈن ۲۱ ستمبر۔ مارشل سٹالن کے اعلان میں بتایا گیا ہے کہ بالٹک کے محاذ پر روسیوں کو دو بڑی کامیابیاں ہوئی ہیں۔ جو فوج شمال کی طرف سے ریگا پر ۵۰ میل لمبے مورچے پر بڑھ رہی ہے۔ وہ ۱۵۰۰ دیہات و قصبات کو آزاد کرا چکی ہے۔ اور ریگا جانے والی ریلوے لائن کے ایک بڑے شہر پر قبضہ کر چکی ہے۔ ایک اور فوج ریگا سے نو میل دور ہے۔ خلیج فنلینڈ میں تین روز میں روسیوں نے ۴۰ میل پیشقدمی کی کچھ روسی دستوں نے وارسا کے سامنے دریائے وسچولا کو پار کر لیا ہے۔

لنڈن ۲۱ ستمبر۔ اٹلی کے اڈوں سے اڑ کر کل اتحادی بمباروں کی ایک بڑی تعداد نے چیکوسلواکیہ میں تیل کے کارخانوں پر زور کی بمباری کی بوڈاپسٹ میں ریلوے یارڈوں کو بھی نشانہ بنایا گیا

لنڈن ۲۱ ستمبر۔ اٹلی میں پانچویں فوج کے دستے گاتھک لائن میں گھس گئے ہیں۔ اور آٹھویں فوج رمینی پر بڑھ رہی ہے

لنڈن ۲۱ ستمبر۔ اتحادی جنگی جہاز اور ہوائی جہاز کریٹ کی پوری پوری ناکہ بندی کر رہے ہیں تا جرمن یونان سے بھاگ کر وہاں پناہ نہ لے سکیں

کانڈی ۲۱ ستمبر۔ جاپانیوں کو امید تھی کہ وہ دریائے منی پور سے ترتیب کے ساتھ پیچھے ہٹیں گے مگر پانچویں برطانی ڈویژن نے اس تیزی سے دریا کو پار کیا کہ جاپانی افراتفری میں بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ اور اس طرح انہیں سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ حتیٰ کہ ٹیڈم سے پندرہ میل شمال کی طرف وہ ایک گاؤں سے اپنی فوج بھی نہ نکال سکے۔

واشنگٹن ۲۱ ستمبر۔ پلاؤ گروپ کے جنوبی جزیرہ انگور پر امریکی فوج قبضہ کر چکی ہے۔ منڈاناؤ میں دواؤ کی بندرگاہ کو پھر نشانہ بنایا گیا۔ اور ایک سو ٹن بم گرائے گئے۔

کلکتہ ۲۱ ستمبر۔ بنگال کے وزیراعظم سر ناظم الدین نے کل یہاں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ مجھے پورا بھروسہ ہے کہ گاندھی جی اور مسٹر جناح میں سمجھوتہ ہو جائے گا۔ اور اقلیتوں کو تسلی بخش شرائط پیش کی جائیں گی۔

حیدرآباد ۲۱ ستمبر۔ حکومت ہند کے لیبر ممبر ڈاکٹر امبیدکر نے کل یہاں ایک بیان میں کہا کہ ملک میں دلت جاتیوں کو وہی حصہ ملنا ضروری ہے جس کی وہ حقدار ہیں۔ اس کے بغیر ہندوستان کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ دلت جاتیاں ایک الگ قوم ہیں اور ہندوؤں کا حصہ نہیں ہیں۔

واشنگٹن ۲۱ ستمبر۔ جنوب مشرقی بحرالکاہل کے بحری بیڑے کے ہوائی جہازوں نے جنگی جہازوں سے اڑ کر سماٹرا میں جاپانی ٹھکانوں پر زور کا حملہ کیا

بمبئی ۲۱ ستمبر۔ کل عید کی تقریب پر مسٹر جناح اور گاندھی جی نے ایک دوسرے کو مبارکباد کے پیغام بھیجے۔ مسٹر جناح نے اپنے مکان پر صرف چند دوستوں سے ملاقات کی۔

لنڈن ۲۱ ستمبر۔ جرمنوں نے ریگا کے جنوب مغرب میں کئی زور کے جوابی حملے کئے۔ مگر روسیوں نے سب کا منہ توڑ جواب دیا۔ فنلینڈ کی خلیج سے ریگا کی خلیج تک روسیوں کا زور کا حملہ شروع ہے۔ خاص ریگا پر پورے زور سے حملہ کرنے کی تیاریاں قریباً مکمل ہو چکی ہیں۔

لنڈن ۲۱ ستمبر۔ جرمنی کے جن دیہات اور قصبات پر اتحادی قبضہ کر چکے ہیں۔ وہاں انہوں نے فوجی گورنمنٹ قائم کر دی ہے۔ جرمن فوجی افسروں سے ملکر کام تو کرتے ہیں۔ مگر خوشی سے نہیں۔

بمبئی ۲۱ ستمبر۔ گاندھی جناح ملاقات امید کے خلاف زیادہ لمبی ہوتی جا رہی ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ بات چیت ستمبر کے آخر بلکہ اس کے بعد تک جاری رہیگی۔ اگر ایسا ہوا تو گاندھی جی کو یہ کہنا پڑے گا کہ مجھے کچھ دن کی مہلت دی جائے۔ کیونکہ انہوں نے کستوربا میموریل کمیٹی میں حصہ لینا ہے جو ۲ اکتوبر کو سیواگرام میں ہوگی

سرمہ شفاء: آنکھوں کی جملہ امراض مثلاً ضعف بصر۔ ککرے۔ جالا۔ خارش۔ دھند غبار وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ ایکبار ضرور آزمادیکھیں قیمت عہ تولہ
طبیہ عجائب گھر قادیان

وہاں بھی وہ موجود تھے

اُس نے اپنے ساتھیوں کو بچا لیا

یہ برما کے محاذ کا واقعہ ہے۔ دو آدمی خفیف طور پر زخمی ہو گئے۔ ابھی وہ ہمارے مورچے سے آگے ہی تھے۔ اور دشمن کی گولہ باری کی زد میں۔ کیا انہیں بچانا ممکن تھا ؟

۱۵ پنجاب رجمنٹ کا سپاہی نادر خان بے جھجک آگے بڑھا۔ اور اپنے ایک ساتھی کو صحیح و سلامت اُس خطرناک جگہ سے اٹھا لایا۔ دوسرے آدمی کے پاس کئی "مورٹر" بم پڑے تھے جو ابھی پھٹے نہ تھے۔ اُس نے ان کی بالکل پروا نہ کی۔ اور دوبارہ جاکر دوسرے آدمی کو بھی بچا لایا۔

خطرے کے مقابلے میں اس مسلسل بہادری کے عوض نادر خان نے جو پیہہ پائی ضلع پشاور کا رہنے والا ہے۔ تمغہ "آئی۔ او۔ ایم (درجہ دوم)" حاصل کیا ہندوستانی فوج کے جوانوں کے ساتھ کام کرنے سے عزت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور زبردست تجربات بھی۔ اس کے متعلق جملہ تفصیلات اپنے قریب کے بھرتی دفتر سے پوچھئے۔

2

نارتھ ویسٹرن ریلوے

۲۱ ستمبر ۱۹۴۴ء سے سٹیشن ریٹ کی اطلاعات جن میں نارتھ ویسٹرن ریلوے پر قواعد۔ کرایوں اور شرحوں کی تبدیلیاں درج ہوتی ہیں نیز نارتھ ویسٹرن ریلوے گزٹ کے سپلیمنٹ کی اشاعتیں جن میں بکنگ اور عام ترجیحی آرڈروں کی پابندیاں درج ہوتی ہیں۔ بجائے ہفتہ وار کے پندرہ روز کے بعد شائع ہوا کریں گی۔ ان مطبوعات کی قیمت فی نسخہ دو آنے کی بجائے۔ چار آنے ہوگی۔ سالانہ چندہ مع پوسٹیج ؏ یعنی چھ روپیہ ہی رہے گا۔

چیف کمرشل منیجر

ریلوے مسافروں کو انتباہ

اگر منزل مقصود پر پہنچنے سے آپ کو معلوم ہو۔ کہ آپ کے سامان کا کچھ حصہ غائب ہے تو سٹیشن ماسٹر کو اطلاع دیجئے اور جتنا سامان پہنچا ہو۔ اُسے وزن کرا لیجئے۔ اور جو سامان گم ہوا اس کی فہرست بنا کر سٹیشن ماسٹر کو دے دیجئے۔ اگر آپ نے یہ طریق عمل اختیار نہ کیا۔ تو آپ کے گم شدہ مال کا سراغ لگانے میں دیر لگ جائے گی۔

آپ کو خبردار کر دیا گیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah